بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا۔ أَمَّا بَعْدُ:

082: باب 41- حصہ دوم- شرک کی بعض مخفی صورتیں۔

[(جامع الترمذی:1535)،(مصنف عبدالرزاق:469/8) (سنن ابی داود:4980)]

شرح لکتاب التوحید الذي هو حق الله علی العبید لشیخ الامام العلامہ محمد بن عبدالوہاب التمیمی رحمۃ اللہ علیہ کی اس عظیم کتاب کی شرح کا درس جاری ہے اور پچھلے درس سے ایک نئے باب سے بات کا آغاز کیا شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمان "باب قول الله تعالی ﴿فَلَا تَجۡعَلُوۡا لِلّٰہِ اَنۡدَادًا وَّاَنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ﴾" (البقرة:22)۔

نِد کیا ہوتا ہے، انداد کیا ہوتے ہیں ان کی کیا پہچان ہے اور کس طریقے سے ان سے بچنا چاہیے پچھلے درس میں ہم بیان کر چکے ہیں اور انداد کی مختلف صورتیں بھی بیان کر چکے ہیں، آگے شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وعن عمر بن الخطاب رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال: مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللَّهِ فَقَدْ كَفَرَ أَوْ أَشْرَكَ"۔ رواہ الترمذی وحسنہ وصححہ الحاکم۔

شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اور جو صحیح بات ہے یہ روایت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی نہیں ہے بلکہ ان کے بیٹے سیدنا عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کی ہے۔

تو مصنف رحمۃ اللہ علیہ سے یہاں پر غلطی ہوئی اصل راوی حدیث کے سیدنا عمر بن خطاب نہیں ہیں بلکہ ان کے بیٹے سیدنا عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما ہیں اس کو درست کر لیں نسخے میں، سیدنا عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں "أن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم" (کہ بے شک پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) "قال" (فرماتے ہیں) "مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللَّهِ" (جس نے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کی قسم کھائی) "فَقَدْ كَفَرَ أَوْ أَشْرَكَ" (بس اس نے کفر کیا یا شرک کیا)۔

اس حدیث مبارکہ میں پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں خبر دیتے ہیں ایک عظیم معاملے کے متعلق، یہ ایسا معاملہ ہے جس سے اکثر لوگ غافل ہیں اور اکثر لوگ اس کا ارتکاب بھی کرتے ہیں۔ کون سا معاملہ ہے؟ قسم کا معاملہ، قسم۔

قسم کی تفصیل تو میں ان شاءاللہ اس درس کے آخر میں ضمیمے کے طور پر بیان کروں گا اس میں جتنے بھی باقی اٰثار ہیں اور حدیثیں ہیں وہ بیان کرنے کے بعد قسم کے احکام اور مسائل پر تفصیل سے میں بات کروں گا ان شاءاللہ لیکن قسم کسے کہتے ہیں؟ کہ اپنی بات کو ثابت کرنے کے لیے کسی خاص ذات کو خاص الفاظوں سے بیان کرنا تاکہ سننے والا آپ کی بات کی تصدیق کر لے۔ خاص الفاظ، خاص معاملے کی تصدیق (کسی معاملے کی تصدیق کے لیے) خاص ذات کا خاص الفاظ کا استعمال کرنا اس انداز سے کہ سننے والا جو آپ کی بات پر یقین نہیں کر رہا ان خاص الفاظوں کو سن کر وہ آپ کی بات کی تصدیق کر لے اسے کہتے ہیں قسم اور قسم دو قسم کی ہے، اللہ تعالیٰ کی قسم کھانا، اور غیر اللہ کی قسم کھانا۔

اللہ تعالیٰ کی قسم کھانا جائز ہے اور توحید ہے اس کے احکام اور مسائل میں تفصیل سے بیان کروں گا ان شاءاللہ ابھی ہم بات کر رہے ہیں غیر اللہ کی قسم کھانا، دوسری قسم غیر اللہ کی قسم کھانا، حکم شرک ہے۔ کون سا شرک ہے؟ شرک اصغر ہے شرک اکبر بھی ہو سکتا ہے۔

اچھا شرک کیوں ہے؟ اور شرک اکبر کیوں ہے اور شرک اصغر کیسے ہو سکتا ہے؟

شرک اس لیے ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کا حق ہے عظمت کا وہ اللہ تعالیٰ کو دینا چاہیے اور اس نے کسی اور کو دے دیا ہے۔ شرک اصغر اس لیے ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں بعض صحابہ سے بعض لوگوں سے غیر اللہ کی قسم، اپنے والدین کی اپنے باپ کی قسم ثابت ہے تو پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو دائرۂ اسلام سے خارج نہیں کیا۔

کیونکہ شرک اکبر کا نتیجہ کیا ہوتا ہے؟ دائرۂ اسلام سے خروج (exit)۔ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو آگاہ کیا اور ان کو اللہ تعالیٰ کی قسم کھانے کا حکم دیا لیکن انہیں دائرۂ اسلام سے خارج نہیں کیا تو اس سے یہ ثابت ہوا کہ غیر اللہ کی قسم کھانا شرک اصغر ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے شرک اصغر کی کہ یہ سبب ہے شرک اکبر کی طرف، آج آپ غیر اللہ کی اتنی عظمت کرتے ہیں کہ اپنی بات کی تصدیق کے لیے اس کا نام لیتے ہیں خاص طریقے سے تو ایک وقت آئے گا جب اُس کے سامنے (اُسی ذات کے سامنے) آپ کا سر جھک جائے گا اور اس کے لیے کوئی عبادت بھی صرف کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔

یہ قاعدہ تھا شرک اور توحید کے قواعد میں سے کہ شرک اصغر کی پہچان میں سے ایک پہچان یہ ہے کہ ہر وہ راستہ جو شرک اکبر کی طرف لے کر جائے اسے شرک اصغر کہتے ہیں، ہر راستہ جو شرک اکبر کی طرف لے کر جاتا ہے اسے شرک اصغر کہتے ہیں اور قسم ایک راستہ ہے شرک اکبر کی طرف۔

شرک اکبر کی کیا صورت ہے؟

اِس کی صورت یوں ہے کہ ایک شخص آپ کے سامنے کسی مسئلے پر قسم کھاتا ہے کہ بات یوں ہے اور آپ اُس کی تصدیق نہیں کرتے۔ وہ کہتا ہے اللہ کی قسم ایسا ہی ہے، آپ کہتے ہیں نہیں یہ بات نہیں ہے میں ماننے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ وہ کہتا ہے ''علی کی قسم ہے''۔

اب یہاں پر علی غیر اللہ ہے، تو اُس شخص نے کہا جی ٹھیک ہے بس میں نے تصدیق کر لی ہے کافی ہے میرے لیے۔ اب اُس شخص کے دل کے اندر اللہ تعالیٰ کی عظمت بھی ہے اور سیدنا علی کی عظمت بھی ہے کوئی شک نہیں ہے لیکن زیادہ غالب کس کی عظمت ہے؟ وہ زبان سے کہہ سکتا ہے اللہ تعالیٰ کی عظمت غالب ہے؟ ہر گز نہیں، اگر زبان سے وہ کہتا ہے تو وہ جھوٹا ہے وہ اپنے آپ کو بے وقوف بنا رہا ہے دوسرے کو نہیں اپنے آپ کو بے وقوف بنا رہا ہے اس کے دل میں سیدنا علی کی عظمت زیادہ ہے اللہ تعالیٰ کی عظمت سے بڑھ کر یہ شرک اکبر ہے یہ شرک اکبر کی صورت ہے۔

ایسا ہی ملتا جلتا سوال شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ سے کیا گیا ان کی زندگی میں کہ سوڈان سے کسی سائل نے سوال کیا کہ شیخ صاحب میرا معاملہ کسی شخص کے ساتھ کوئی تھا لین دین کا تو میں نے قسم کھائی کہ میں نے اس کے پیسے دے دیئے (یا جو بھی معاملہ تھا) تو اس شخص نے انکار کیا، میں اللہ کی قسم کھا رہا ہوں انکار کر رہا ہے جب میں نے کسی مردہ بزرگ کی قسم کھائی تو اس شخص نے اقرار کر لیا اور مان لیا کہ بھئی تم سچے ہو اس کا کیا حکم ہے؟

شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا یہ شرک اکبر ہے شرک اکبر کی صورت ہے یہ۔

یعنی مومن کے دل میں آپ تصور بھی نہیں کر سکتے کہ اس کے دل میں تھوڑی سی گنجائش بھی ہو کہ غیر اللہ کی قسم کھائے اور اس بڑھ کر یہ معاملہ ہے کہ غیر اللہ کی قسم کھانے پر تصدیق بھی کی جائے اور اللہ تعالیٰ کی قسم کے سامنے تصدیق کی جائے اور اللہ کی قسم کھانا اُس کے لیے کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ اور بعض لوگوں نے تو یوں کہہ دیا کہ اللہ کی قسم جب کوئی شخص کھاتا ہے اور اگر وہ جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے معاف کر سکتا ہے اللہ تعالیٰ غفور الرحیم ہے لیکن نبی کی قسم کھانے کے بعد یا علی کی قسم کھانے کے بعد اگر وہ جھوٹا ہے تو اس کی خیر نہیں ہے!

''اللہ دا پکڑیا چھڑا وے محمد، محمد دا پکڑیا چھڑا کوئی نئیں سکدا'' یہ شعر سنا ہے کہ نہیں؟

یہ میری طرف سے نہیں ہے میرے بھائیو! نعوذ باللہ من الخذلان، یہ عقیدہ ہے بعض لوگوں کا اور جن کا یہ عقیدہ ہے وہ لوگ تمنا کرتے ہیں کہ ہم کامیاب ہو جائیں ہم لوگوں سے یہ ذلت اور رسوائی ختم ہو جائے ہم عزت کی زندگی گزاریں۔

عزت کی زندگی وہ گزارتے ہیں جو اپنے ربّ کو پہچانتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کا حق اللہ تعالیٰ کو دیتے ہیں اور مخلوق کا حق مخلوق کو دیتے ہیں۔

اِس حدیث مبارکہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں خبر دیتے ہیں کہ "مَنْ حَلَفَ" (جس نے بھی قسم کھائی)۔ مَن کیا ہے؟ صیغۃ العموم میں سے کہ جس نے بھی۔ عالم ہو جاہل ہو، چھوٹا ہو بڑا ہو، مرد ہو عورت ہو، حاکم ہو محکوم ہو، امام ہو مقتدی ہو، کوئی بھی ہو سب شامل ہیں کہ نہیں کیوں شامل ہیں؟ اس میں کوئی خارج ہے اللہ تعالیٰ کے ولی خارج ہیں؟ خارج نہیں ہیں سب شامل ہیں۔ "مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللهِ فَقَدْ كَفَرَ أَوْ أَشْرَكَ" (جس نے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسری ذات کی قسم کھائی تو اس نے کفر کا ارتکاب کیا" أَوْ " یا شرک کا ارتکاب کیا)۔

"كَفَرَ أَوْ أَشْرَكَ" اَو کیوں ہے؟ اَو کا مطلب یا کفر کیا یا شرک کیا۔ بعض علماء فرماتے ہیں یہاں سے راوی بھول گئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لفظ کیا تھے کفر کے تھے یا شرک کے تھے تو انہوں نے انصاف سے کفر اور شرک دونوں بیان کر دیئے اَو کے ساتھ کہ یہ فرمایا یا یہ فرمایا۔ اور بعض علماء فرماتے ہیں محدثین کہ اَو کا مطلب ہے واؤ۔ عربی زبان میں اَو، واؤ کی جگہ اور واؤ، اَو کی جگہ استعمال کیا جا سکتا ہے اَو کا مطلب واؤ ہے۔ " كَفَرَ وَأَشْرَكَ" اس کا مطلب یہ ہے اور دونوں معنیٰ درست ہیں کیونکہ جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی شرک اصغر کا ارتکاب کیا تو کفر اصغر بھی تو ہے کہ نہیں ہے؟ تو دونوں میں کیا فرق ہے؟ لیکن راوی کی آپ ثقاہت دیکھیں ایمان داری دیکھیں کہ جب ان کو خدشہ ہوا کہ لفظ کون سا تھا پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تو ایک پر اکتفا نہیں کیا ناانصافی نہیں کی دونوں بیان کر دیئے اور اَو کا لفظ بھی استعمال کر دیا ساتھ میں۔

تو ہمیں جب ایسی روایت ملی ہے تو ہمیں تو نہیں پتہ کہ راوی کی بھول ہے یا اَو کا مطلب واؤ ہے تو جواب کیا دیں گے ہم دونوں کی possibility ہے کہ نہیں؟ دونوں کی possibility ہے۔ دونوں صحیح ہیں کہ نہیں؟ دونوں صحیح ہیں۔ معنیٰ میں کوئی اختلاف ہے؟ معنیٰ میں کوئی خلل ہے؟ کوئی خلل نہیں ہے۔ یہ روایت ضعیف ہے؟ نہیں ضعیف۔

اس روایت میں جو اہم پیغام ہیں:

1۔ اللہ تعالیٰ کی قسم کھانا توحید ہے غیر اللہ کی قسم کھانا شرک ہے۔

2۔ غیر اللہ کی قسم کھانا شرک اصغر ہے بنیادی طور پر اور شرک اکبر بھی ہو سکتا ہے۔

3۔ قسم کے تعلق سے شرک اکبر اور شرک اصغر کے فرق کو جاننا۔

4۔ غیر اللہ میں اللہ تعالیٰ کے سوا سب شامل ہیں، فرشتے، انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام، اولیاء سب شامل ہیں۔

5۔ علم حدیث کی اہمیت۔

علم حدیث ایک خاص علم ہے اور یہ علم جو ہے صرف امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے خاص ہے، اللہ تعالیٰ نے اس امت کو اس علم سے نوازا ہے باقی جتنی بھی اُمتیں ہیں وہ اس علم سے محروم ہیں اس لیے جو باقی کتابیں ہیں سابق کتابیں ہیں تورات، انجیل وہ تحریف کی گئیں لیکن قرآن مجید میں تحریف نہ ہو سکی اور قرآن مجید اور حدیث دونوں کا الگ الگ مجموعہ ہے۔ انجیل میں دیکھیں، تورات میں دیکھیں ان میں اللہ تعالیٰ کا کلام بھی ہے اور انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کا کلام بھی ہے، اُن کے صحابہ کا کلام بھی ہے، اُن کے علماء کا کلام بھی ہے، سب کو شامل کر دیا اور ایک کتاب کی شکل میں دے دیا۔

لیکن نہیں شریعت اسلامیہ میں یہ بات نہیں اللہ تعالیٰ کو حق اللہ تعالیٰ کو دے دیا چاہے وہ کتابی شکل میں کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ کا کلام قرآن مجید ہے اُس کو الگ کر دیا گیا اللہ تعالیٰ کے حکم سے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے زمانے میں ہی قرآن مجید کو لکھنے کی اجازت دی پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اللہ تعالیٰ نے الہام کیا کہ آپ نے اس نسخے کو الگ کرنا ہے اور اس کو ترتیب دینا ہے اور اس قرآن مجید کو ایک نسخے پر جمع ہو جانا ہے، سبحان اللہ۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں قرآن کو جمع کیا گیا دوسری مرتبہ اور آج مصحف جو ہمارے پاس موجود ہے اسے کہتے ہیں مصحف العثمانی۔ یہ وہ قرآن مجید ہے جو سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جمع ہوا اور اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے، اسی ترتیب پر اجماع ہے صحابہ کرام کا۔

آج اگر آپ کے ہاتھ میں کوئی نسخہ بھی آتا ہے جس کی ابتداء سورۃ العلق سے ہوتی ہے اور انتہاء سورۃ المائدۃ سے ہوتی ہے تو وہ نسخہ قابل قبول نہیں غیر معتبر نسخہ ہے یاد رکھیں۔ کیوں؟ کیونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع کے مخالف ہے اُس میں جب ترتیب کی غلطی ہے تو اندر کچھ اور بھی غلطی ہو سکتی ہے۔

دوسری روایت میں آیا ہے کہ ایک مرتبہ سیدنا عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما جو راوی ہیں اس روایت کے جو حدیث کے راوی ہیں ایک شخص کو سنا کہ وہ کعبے کی قسم کھا رہا ہے تو سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا "مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللَّهِ فَقَدْ أَشْرَكَ" (جس نے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسری ذات کی قسم کھائی تو اس نے شرک کیا)۔

تو کعبے کی قسم کھانا بھی میرے بھائیو شرک ہے جائز نہیں ہے، نبی کی قسم کھانا بھی جائز نہیں ہے اور غیر اللہ میں سب شامل ہیں، یہ روایت جو ابھی میں نے بیان کی ہے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی یہ ابوداود 3251 ہے ابوداود میں۔

ابوداود میں حدیث نمبر 3248 میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے باپوں کی قسم نہ کھاؤ اور نہ اپنی ماؤں کی قسم کھاؤ اور نہ ہی انداد کی قسم کھاؤ اور قسم کھانی ہے تو صرف اللہ تعالیٰ کی قسم کھاؤ اور جب بھی اللہ تعالیٰ کی قسم کھاؤ سچی قسم کھانا۔

اور حدیث نمبر 3249 میں ابوداود میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی دوسری روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو سنا کہ اپنے باپ کی قسم کھا رہے ہیں "فَقَالَ" (تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا) "إِنَّ اللَّهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ" (اللہ تعالیٰ تمہیں منع فرماتا ہے کہ اپنے باپوں کی قسم نہ کھاؤ) "فَمَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللَّهِ أَوْ لِيَصْمُتْ" (جس نے قسم کھانی ہے اللہ تعالیٰ کی قسم کھائے یا خاموشی اختیار کرے)۔ یعنی یہ قسم نہ کھائے کھانی ہے تو اللہ تعالیٰ کی قسم کھائے ورنہ خاموشی اختیار کرے۔

غیر اللہ میں امانت بھی شامل ہے کہ امانت کی قسم، عزت کی قسم، فلان کی عزت کی قسم، فلان کے سر کی قسم،، سچائی کی قسم، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں "مَنْ حَلَفَ بِالْأَمَانَةِ فَلَيْسَ مِنَّا" (جس نے امانت کی قسم کھائی وہ ہم میں سے نہیں ہے)۔ یہ ابوداود حدیث نمبر 3253 ہے۔

شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وقال ابن مسعود رضي الله عنه" (سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) "لَأَنْ أَحْلِفَ بِاللَّهِ كَاذِبًا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَحْلِفَ بِغَيْرِهِ صَادِقًا" (میرے نزدیک غیر اللہ کی سچی قسم اٹھانے کی نسبت اللہ تعالیٰ کی جھوٹی قسم کھانا زیادہ بہتر ہے)۔

اسے عبدالرزاق نے مصنف میں روایت کیا اور الطبرانی نے معجم الکبیر میں بیان کیا ہے، اس عظیم اثر میں ہمیں صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عظیم صحابی عالم صحابی، حکمت والا صحابی، پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے صحابی اور اولیاؤں کے سردار صحابی ایک عجیب و غریب بات فرماتے ہیں! عجیب و غریب اس لیے ہے کہ سننے والے کو عجیب سی لگتی ہے کیونکہ اکثر لوگ اس کی حقیقت سے ناواقف ہیں، فرماتے ہیں کہ "میں اللہ تعالیٰ کی جھوٹی قسم کھانا پسند کرتا ہوں"۔

تصور کرتے ہیں کہ کوئی صحابی ایسی بات کرے! کوئی عام انسان، کوئی عام مسلمان ایسی بات کرتا ہے؟! یہ بات اس لیے ہے کہ اس کے آگے آنے والی بات جو ہے وہ بہت خطرناک ہے اِس سے بڑھ کر خطرہ ہے کہ "میرے نزدیک اللہ تعالیٰ کی جھوٹی قسم کھانا اُس سے زیادہ بہتر ہے (کس سے؟) کہ میں غیر اللہ کی سچی قسم کھاؤں"۔ غیر اللہ کی سچی قسم کھانا گوارہ نہیں ہے ایمان

اجازت نہیں دیتا تقویٰ اجازت نہیں دیتا۔ اگر مجبوراً قسم بھی کھانی پڑے دونوں میں سے ایک کی یا تو غیر اللہ کی سچی قسم یا اللہ کی جھوٹی قسم ہو تو کون سی قسم کھاؤں گا؟ اللہ کی جھوٹی قسم کھاؤں گا۔ اسے کہتے ہیں الفقہ، سمجھ، علم، عظمت۔

دونوں میں فرق کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی جھوٹی قسم کھانا حرام ہے کبیرہ گناہ ہے اور غیر اللہ کی سچی قسم کھانا شرک ہے اور شرک ایسا گناہ ہے جو اللہ تعالیٰ کبھی معاف نہیں کرتا۔

میرے بھائی شرک کا نام ہی کافی ہے صحابہ کرام شرک سے ڈرتے تھے اور آج بعض مسلمان کہتے ہیں'' بھئی کیوں لوگوں کو شرک سے ڈراتے ہو شرک تو اُمت میں موجود ہی نہیں ہے''۔ اُمت میں مزاروں پر جو کچھ ہوتا ہے دس یا بیس صورتیں شرک کی آپ کو ایک مزار میں ملیں گی، ایک مزار میں دس سے بیس صورتیں مختلف واللہ شرک اکبر کی ملیں گی آپ کو! اس کے باوجود بھی بعض لوگ کہتے ہیں بھئی امت میں شرک تو نہیں ہے آج آپ کیوں وقت ضائع کرتے ہو لوگوں کا کیوں پریشان کرتے ہو لوگوں کو؟! اور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شرک اصغر سے ڈرتے ہیں۔

شرک اصغر تو اصغر ہے ناں تو پھر اس کے سامنے اللہ کی جھوٹی قسم کھانا کیوں پسند ہے؟

شرک اصغر شرک اکبر کی طرف راستہ ہے کہ نہیں یہ پہچان ہے ناں، آج غیر اللہ کی قسم اگر ایک مرتبہ دو مرتبہ کھاتے ہو اور آپ کو سننے والا تصدیق بھی کرتا ہے اور آپ کو اطمینان بھی ہوتا ہے تو اگلی مرتبہ بھی کھاؤ گے، دس مرتبہ بھی کھاؤ گے اور ایک مرتبہ آئے گا اُس کے سامنے جھک بھی جاؤ گے اور یہی امت میں ہوا ہے۔

شرک ایسے ہی نہیں پھیلا میرے بھائیو آج امت میں شرک کہاں سے پھیلا ہے؟

بدعت سے پھیلا ہے شرک اصغر سے پھیلا ہے پھر شرک اکبر تک جا کر پہنچا ہے، بدع القبور سے لے کر شرک القبور تک پہنچا ہے۔ یاد رکھیں یہ بیک وقت ایسے ہی نہیں اس عظیم انسان نے عقل والے انسان نے سمجھ دار انسان نے اپنے آپ کو نہیں جھکایا کسی پتھر کے سامنے یاد رکھیں، بدع القبور سے بات کا آغاز ہوا اور شرک القبور تک اس کا خاتمہ ہوا! بدعت شرک اکبر نہیں ہے بدعت کفر اکبر نہیں ہے، بدعت کبیرہ گناہ ہے اکبر الکبائر ہے (میں بدعۃ غیر مکفرہ کی بات کر رہا ہوں) بدعت ہے کہ قبروں کی طرف جا کر اللہ سے دعا مانگنا۔ بھئی گھر میں کیوں نہیں مانگتے ہو قبرستان جانے کی ضرورت کیا ہے؟

شیطان نے وسوسہ کیا'' کیونکہ یہ نیک اور صالحین تھے (سیدنا نوح علیہ الصلاۃ والسلام کے زمانے میں جو اولیاء تھے سب مر گئے) تو اُن کی عظمت کو یاد کرتے ہوئے آپ قبرستان میں جا کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں اِن سے کیا مانگتے ہو یہ تو خود مر چکے ہیں''۔ بدعت ہے کہ نہیں؟ بدعت ہے۔ اور آہستہ آہستہ شیطان کس طریقے سے ڈھیل دیتا گیا اور کس طریقے سے انہیں آہستہ آہستہ اپنی

طرف کھینچتا گیا آپ تصور نہیں کر سکتے ! جب علم جاتا رہا سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں سورۃ نوح آیت نمبر 23 کی تفسیر میں صحیح بخاری میں کہ جب علم جاتا رہا تو شرک پھیل گیا۔ کیسے پھیلا ؟ ''فعبدوها من دون الله'' یہی اولیاء جن کی قبریں تھیں اُن کے بت بنائے گئے اللہ تعالیٰ سے مانگتے تھے اور اِن بتوں کو صرف نمائش کے لیے رکھتے تھے نمائش تھے صرف۔ کیا نمائش تھی ؟ ڈیکوریشن پیس تھے۔ کیوں ؟ تاکہ اللہ تعالیٰ کے سامنے جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں تو ان کو یہ بزرگ یاد آجائیں بس اور اُن کے دل اللہ تعالیٰ سے جڑے رہیں، جب علم جاتا رہا اِن بتوں کی عبادت کی گئی۔

میرے بھائی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شرک سے ڈرتے ہیں اور شرک سے روکتے بھی ہیں اور یہاں پر کیسے روکا ؟ یہ نہ تصور کریں کہ نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ کہ اِس عظیم صحابی نے یا اِن صحابہ میں سے کسی نے بھی جھوٹی قسم کھائی ہے، سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کبھی جھوٹی قسم نہیں کھائی لیکن وہ ایک خبر دے رہے ہیں کہ اگر ایسا معاملہ ہو جائے تو میرے نزدیک مجھے یہ زیادہ پسند ہے غیر اللہ کی قسم کھانے سے بہتر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی میں جھوٹی قسم کھاؤں۔

''جھوٹی قسم، سچی قسم'' سچی قسم تو سب جانتے ہیں کہ اچھی ہے، جھوٹی قسم سب جانتے ہیں کہ بُری ہے لیکن جب معاملہ اللہ تعالیٰ کا ہو اور مخلوق کا بیچ میں آتا ہے ناں تو پھر معاملہ دوسرا ہو جاتا ہے پھر جھوٹی قسم بھی کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ہے اللہ تعالیٰ کو حق دیا گیا ہے لیکن انسان بعض اوقات مجبور ہو جاتا ہے، کمزور ہے ضعیف الایمان ہے جھوٹی قسم کھا ہی لیتا ہے۔ اس کے احکام پر بات کروں گا درس کے آخر میں لیکن غیر اللہ کی قسم کھانا یہ کبھی کسی مومن سے تصور بھی نہیں کر سکتے آپ کہ وہ کبھی بھی غیر اللہ کی قسم کھا سکتا ہے۔

اس اَثر میں جو اہم پیغام ہیں :

1۔ اللہ تعالیٰ کی جھوٹی قسم کھانا حرام ہے۔

2۔ اللہ تعالیٰ کی سچی قسم کھانا جائز ہے۔ یہ کہاں سے ملا ؟ جب اللہ کی جھوٹی قسم کھانا حرام ہے تو اللہ تعالیٰ کی قسم کھانا جائز ہے کہ نہیں ؟ جائز ہے۔

3۔ غیر اللہ کی جھوٹی یا سچی قسم کھانا حرام ہے اور شرک ہے، غیر اللہ کی سچی یا جھوٹی قسم کھانا دونوں حرام ہیں اور دونوں شرک ہیں۔

کوئی یہ نہ کہے کہ میں نے جھوٹی قسم کھائی ہے لیکن غیر اللہ کی جھوٹی قسم کھائی ہے اس میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ نہیں ! یہ شرک ہے یہ بھی شرک ہے کیونکہ بعض لوگوں کی جو سمجھ ہے اُس میں خلل پیدا ہو جاتا ہے کہتے ہیں بھئی جھوٹی قسم اللہ تعالیٰ کی کھانا تو

کبیرہ گناہ ہے حرام ہے اگر میں غیر اللہ کی کسی ولی کی جھوٹی قسم کھالوں تو اس میں کیا حرج ہے ؟! حرج یہ ہے کہ غیر اللہ کی جب قسم کھائی ہے اگرچہ وہ جھوٹی بھی ہو تو اُس میں شرک ہی کافی ہے اور دوسرا گناہ جھوٹ کا بھی ہے، شرک کا الگ ارتکاب گناہ کا اور جھوٹ کا الگ سے ارتکاب کیا۔

4۔ایک قاعدہ یاد رکھیں فقہی قاعدہ ہے "ارتكاب أخف الضررين إذا كان لابد من أحدهما" (اگر دو ضرر (دو نقصان) ایک ساتھ آجائیں اور دونوں ہی پر ایک پر عمل ہی کرنا ہو دوسرا کوئی راستہ نہ ہو تو جو کم نقصان ہے اسی کو اختیار کیا جاتا ہے بڑے نقصان سے بچنے کے لیے)۔یہ عقلمندی ہے کہ نہیں ؟

عقلمندی کیا ہے کہ جب ایک نقصان کرنا ہی ہے تو بڑا کرو گے یا چھوٹا کرو گے ؟اب راستہ نہیں ہے لیکن نقصان تو کرنا ہی ہے ناں آپ کے سامنے راستہ کوئی نہ رہا "أخف الضررين" دونوں ضرر ہیں آپ کے لیے تو کون سا ضرر اپناؤ گے ؟جو زیادہ خفیف ہے جو زیادہ کم ہے۔اوران دونوں میں سے اللہ تعالی کی جھوٹی قسم کھانا ضرر ہے نقصان ہے اور غیر اللہ کی سچی قسم کھانا یہ بھی نقصان ہے دونوں میں سے خفیف کون ہے ؟اللہ تعالی کی جھوٹی قسم کھانا۔

5۔سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی فضیلت۔

6۔سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ دقت فہم (فہم کی دقت) کہ انہوں نے مسئلے کو سمجھا کیسے ہے دیکھیں۔

7۔سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا حسن تعلیم کہ یہ معاملہ جو سنگین معاملہ ہے شرک اور توحید کا معاملہ ہے اور اکثر لوگوں پر مشکل پیش آتا ہے تو انہوں نے کیسی پیاری مثال چھوٹی سی مثال سے اس معاملے کو کیسے آسان کر دیا۔

8۔غیر اللہ کی قسم کھانے کا جرم اللہ تعالی کی جھوٹی قسم کھانے سے زیادہ بڑا ہے۔

9۔شرک سب سے بڑا گناہ ہے اکبر الکبائر ہے، جھوٹی قسم کھانا کبیرہ گناہ ہے اور شرک اس سے بھی بڑھ کر گناہ ہے تو شرک اکبر الکبائر ہے۔

10۔سچائی کی عظمت۔سچائی کی عظمت ہے میرے بھائیو ہر وقت اس لیے سچ اور جھوٹ کی بات ہوئی ہے تو سچائی کی عظمت کو پہچاننا۔

سچائی کی عظمت کب ہوتی ہے ؟اب دیکھیں اب جھوٹی قسم ہے اب جھوٹ ہے یہ جھوٹ اُس عظیم سے سچ ہے۔سچ کہاں ہے ؟شرک میں ہے۔اور جھوٹ کہاں پر ہے ؟توحید میں ہے۔تو یاد رکھیں کہ سچ کی عظمت ہمیشہ توحید کے ساتھ ہوتی ہے ۔موحد ہے اور اس کی توحید مضبوط ہے تو وہ جھوٹی قسم تو کھا سکتا ہے اللہ تعالی کی لیکن وہ غیر اللہ کی سچی قسم نہیں کھا سکتا۔

شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وعن حذيفة رضي الله عنه (سیدنا حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں)"عن النبي صلى الله عليه وسلم قال"(پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں)"لَا تَقُولُوا: مَا شَاءَ اللهُ وَشَاءَ فُلَانٌ؛ وَلكِنْ قُولُوا: مَا شَاءَ اللهُ، ثُمَّ شَاءَ فُلَانٌ"(یوں نہ کہو کہ جو اللہ تعالیٰ چاہے اور فلان چاہے یعنی بلکہ یوں کہو وہی ہو گا جو اللہ تعالیٰ چاہے اور پھر جو فلان چاہے)۔

اسے ابوداود نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے ابوداود میں حدیث نمبر 4980 ہے۔

اس میں ایک اور شرک خفی کی صورت ہے۔ پہلے کیا صورت تھی شرک خفی کی؟ غیر اللہ کی قسم کھانا شرک ہے لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں اس لیے شرک خفی ہے (لوگ نہیں جانتے)۔ اب ایک اور صورت ہے یوں کہنا کہ جو اللہ تعالیٰ چاہے اور فلان چاہے شرک کہاں ہے؟

چاہت اللہ تعالیٰ کی ہوتی ہے، مشیئت اللہ تعالیٰ کی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کا حق ہے اسی حق میں کسی اور کو برابر کر دینا شرک ہے اگرچہ عظمت اللہ تعالیٰ کی زیادہ ہے کہنے والے کے دل میں لیکن انجانے میں وہ نہیں جانتا کہ میں کہہ کیا رہا ہوں واؤ کا حرف جو اس کا معنیٰ کیا ہے عربی میں۔ جو اللہ تعالیٰ چاہے اور فلان چاہے یا اور تو چاہے اور واؤ حرف میں "اور" میں برابری ہوتی ہے اور برابری میں شرک ہوتا ہے آپ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی مخلوق کو برابر کر دیتے ہیں اگرچہ یہ برابری ایک حرف کی بنیاد پر کیوں نہ ہو تب بھی حرام ہے جائز نہیں تب بھی شرک ہے۔

اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے اُن لوگوں کو جو عبادات کو صرف کرتے ہیں غیر اللہ کے لیے، اُن کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے کہ ایک حرف بھی آپ صرف نہیں کر سکتے! اگر معاملہ ایک حرف کا ہو واؤ کے حرف کا ہو جس میں برابری کا شبہ ہوا گرچہ کہنے والے کا عقیدہ ہے ہی نہیں کہ یہ فلان جو ہے اللہ تعالیٰ کے برابر ہے، ہرگز نہیں! لیکن کیونکہ اُس نے زبان سے وہ بات کہی جس پر شرک لازم آتا ہے واؤ کے حرف نے غیر اللہ کو اللہ تعالیٰ کے برابر کر دیا تو یہ حرام ہے۔

(گنجائش ایسی ہے کہ) جو کچھ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی چاہت سے ہی ہوتا ہے لیکن کہ ایک شخص چاہتا ہے آپ کو خیر پہنچانا پہنچاتا ہے کہ نہیں؟ پہنچاتا ہے توفیق اللہ تعالیٰ سے ہوتی ہے۔

تو اگر شخص یوں کہے "جو اللہ تعالیٰ نے چاہا اور آپ نے چاہا ہو وہی ہوا مجھے خیر تو مل گیا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ملا ہے لیکن آپ نے کوشش کی مجھے خیر مل گیا ہے"۔

تصور تو ہے لیکن ایک حرف کی وجہ سے شرک ہو گیا ہے۔

کیا کہنا چاہیے؟ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں راہ راست دکھاتے ہیں ہدایت کا راستہ دکھاتے ہیں رحمت للعالین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سید المرسلین سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں ہدایت کا راستہ دکھاتے ہیں ﴿وَإِنْ تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا﴾ (النور:54)(ہدایت کا ایک ہی راستہ ہے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرمانبرداری)۔

اسے انڈر لائن کرلیں اپنے دل کے اندر ﴿وَإِنْ تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا﴾ ہدایت اطاعت میں ہے۔ کس کی اطاعت میں ہے؟ رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت میں ہے فرمانبرداری میں ہے۔

ہمیں کیا راستہ دکھایا رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے؟ کہ اگر کہنا ہے تو یوں کہو "مَا شَاءَ اللهُ، ثُمَّ شَاءَ فُلَانٌ"۔ جو معنی ثم میں ہے وہ واؤ میں نہیں ہے، ثم کے اندر پھر کے اندر ترتیب ہے اور تاخیر ہے، واؤ میں ترتیب نہیں ہے تاخیر بھی نہیں ہے یاد رکھیں "ثم" (پھر)۔ میں آیا پھر خالد آیا یعنی خالد میرے پہلے یا میرے بعد میں آیا؟ میرے بعد میں آیا۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ نہیں پہلے خالد آیا؟ اگر کہتا ہے اسے علاج کروانا چاہیے۔ کیوں علاج کروانا چاہے اسے؟ کیونکہ وہ جانتا نہیں ہے کہ پھر کا مطلب کیا ہے! عوام الناس، بچے بھی جانتے ہیں کہ پھر کا مطلب کیا ہے۔

اس حدیث میں جو اہم پیغام ہیں:

1۔ حروف العطف کو جاننے کی اہمیت۔

حروف العطف، واؤ، أو، ثم عربی زبان میں چار ہیں "الواؤ، الفاء، أو، ثم" چار ہیں یہ الفاء بھی ہے اور بھی ہیں حروف العطف دس ہیں مشہور یہ ہیں جو میں بتا رہا ہوں اور عربی گرامر میں آجرومیۃ کی شرح میں ہم پورے دس کی بات کریں گے ان شاءاللہ تفصیل کے ساتھ اُن کے اعراب بھی بتائیں گے کہ کیا ہوتے ہیں۔ زیادہ مشہور کون سا ہے؟ واؤ اور ثم یہ دونوں مشہور ہیں۔

2۔ مخلوق کی مشیئت خالق کی مشیئت کے ساتھ واؤ کے استعمال سے حرام ہے اور شرک اصغر ہے۔ مخلوق کی مشیئت کو خالق کی مشیئت کے ساتھ جوڑنا واؤ کے حرف کے ساتھ یا اردو میں "اور" کے حرف کے ساتھ شرک ہے جائز نہیں ہے۔

3۔ مخلوق کی مشیئت خالق کے ساتھ ثم یا پھر کے ساتھ جوڑنا جائز ہے کیونکہ اس میں شرک کا خدشہ موجود نہیں ہے۔

4۔ اللہ تعالی کی صفت مشیئت کا ثبوت کہ اللہ تعالی کی مشیئت بھی اللہ تعالی کی صفت ہے اللہ تعالی چاہتا ہے اور جو چاہتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے "كما يليق بجلاله سبحانه وتعالىٰ" (جیسا کہ اللہ تعالی کے شایان شان ہے) "من غير تعطيل ولا تحريف ولا تكييف ولا تمثيل" (بغیر انکار کے، بغیر تحریف کے، بغیر کیفیت بیان کرنے کے اور بغیر مثل بیان کرنے کے)۔ اللہ تعالیٰ کی صفت مشیئت کا ثبوت، ثابت ہے اللہ تعالیٰ کے لیے، كما يليق بجلاله سبحانه وتعالىٰ۔

5۔ منکرین صفات کا رد جو اللہ تعالیٰ کی صفات کا رد کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مشیئت ہے ہی نہیں اللہ تعالیٰ کی کوئی چاہت نہیں ہے کیونکہ مشیئت، چاہت تو مخلوق کی صفت ہے اگر ہم اللہ تعالیٰ کے لیے اس مشیئت پر ایمان لے کر آتے ہیں اس کی تصدیق کرتے ہیں تب تو ہم نے خالق اور مخلوق کو برابر کر دیا۔ تو یہاں پر اس حدیث میں اُن بدعقیدہ لوگوں کا رد ہے جو اللہ تعالیٰ کی صفات کے منکر ہیں۔

اس کی تفصیل آگے آئے گی ''مَا شَاءَ اللَّهُ وَشَاءَ فُلَانٌ'' اس کا پورا باب باندھا ہے شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تفصیل آگے آئے گی۔

آگے شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''وجاء عن إبراهيم النخعي'' (ابراہیم النخعی رحمہ اللہ صغار التابعی ہیں امام ہیں، ثقہ ہیں محدث ہیں، امام ابراہیم النخعی فرماتے ہیں اُن کے بارے میں ''جاء'' یعنی اُن کے بارے میں بیان کیا گیا) ''أنه يكره أن يقول الرجل'' (وہ اس چیز کو ناپسند کرتے کراہت کے ساتھ) ''يكره'' مکروہ، کہ کوئی شخص یوں کہے ''أعوذ بالله وبك'' (کہ میں اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں اور تیری پناہ چاہتا ہوں) ''ويجوز أن يقول'' (اور یہ کہنا جائز ہے) ''أعوذ بالله ثم بك'' (کہ میں اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں پھر تمہاری پناہ) ''قال ويقول'' (اور یوں کہے (ابراہیم النخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں وہ شخص یوں کہے)) ''لولا الله ثم فلان'' (اگر اللہ تعالیٰ نہ ہوتا پھر فلان نہ ہوتا یوں کہنا درست ہے) ''ولا تقولوا'' (اور یوں نہ کو) ''لولا الله وفلان'' (اگر اللہ تعالیٰ نہ ہوتا اور فلان نہ ہوتا)۔

پچھلے درس میں میں نے یہ بیان کیا تھا کہ اس سے بہتر یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نہ چاہتا۔ عربی زبان میں ''لولا الله'' کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نہ ہوتا اس کا وجود ہی نہ ہوتا بلکہ یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نہ چاہتا۔ لیکن ہر زبان کا اپنا طریقہ ہوتا ہے اپنا ایک فہم ہوتا ہے تو عربی زبان میں ''لولا الله'' کا مطلب یہ ہر گز نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ موجود نہ ہوتا اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نہ چاہتا اس لفظ کا مفہوم ہی ایسا ہے۔ تو ترجمے میں ہم اگر اللہ تعالیٰ نہ ہوتا یعنی اللہ تعالیٰ نہ چاہتا۔

ہم جب کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نہ ہوتا ہمارے ذہن میں کیا بات ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ غیر موجود ہے کہ نہیں؟ لیکن عربی میں یہ مفہوم نہیں ہے اس لیے ترجمے میں ہم یہ کہیں گے ''لولا الله'' (یعنی اگر تعالیٰ نہ چاہتا) ''وفلان'' (اور فلان شخص نہ ہوتا فلان نہ چاہتا) تو یوں کہنا درست ہے۔

یہاں پر ہمارے سلف میں سے معروف اور مشہور تابعین میں سے امام ابراہیم النخعی رحمۃ اللہ علیہ اُن کی اپنی ایک عقیدت بیان کرتے ہیں اُن کا کیا عقیدہ ہے۔ یہاں پر یکرہ کا مطلب کون سا مکروہ ہے؟ تحریمی۔

اُن کے نزدیک مکروہ دو قسم کے ہیں ایک مکروہ تحریمی ہے ایک مکروہ تنزیہی ہے تو یہاں پر کون سا مکروہ ہے؟ یکرہ یعنی پسند نہیں کرتے یعنی حرام ہے ان کے نزدیک کہ کوئی شخص یوں کہے"أعوذ بالله وبك" (میں اللہ تعالیٰ سے پناہ چاہتا ہوں اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتا ہوں اور تمہاری پناہ)۔ فرماتے ہیں یہ درست نہیں ہے یہ حرام ہے لیکن یوں کہنا جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں پھر تمہاری پناہ چاہتا ہوں۔

پناہ عبادت ہے کہ نہیں؟ الاستعاذۃ (پناہ طلب کرنا) عبادت ہے۔ غیر اللہ سے پناہ طلب کرنا جائز ہے؟ جائز ہے شرطوں کے ساتھ۔ کیا شرطیں ہیں:

1۔ زندہ ہو۔

2۔ حاضر ہو۔

3۔ قادر ہو۔

4۔ خیر کے کاموں میں۔

یہ شرطیں ہیں اور یہاں پر شیخ صاحب رحمہ اللہ جو بیان کر رہے ہیں ان ہی شرطوں کے ساتھ یاد رکھیں کیونکہ یہ معروف چیزیں ہیں۔ "وبك" آپ جو سامنے موجود ہیں، وہ نہیں جو غائب ہے، "وبك" کاف خطاب کے لیے ہے جو آپ کے سامنے موجود ہے۔

اور یاد رکھیں ابراہیم النخعی رحمۃاللہ علیہ یہ وہ عالم ہیں جنہوں نے سب سے پہلے یہ فرمایا "لبس المخیط" نہیں پہننا چاہیے محرم کو حج و عمرے کے لیے۔ "لبس المخیط" (سلے ہوئے کپڑے) اس سے پہلے یہ لفظ استعمال نہیں ہوتا تھا۔

تو سلے ہوئے کپڑے محرم نہ پہنے یہ سب سے پہلے ابراہیم النخعی رحمۃاللہ علیہ نے فرمایا تھا اور اُن کا مقصد یہ ہرگز نہ تھا کہ اُس میں کوئی سلائی نہیں ہونی چاہیے احرام کے کپڑے میں۔

سلے ہوئے کپڑے کا مطلب یہ ہے کہ جسم کے ماپ کے مطابق سلے ہوئے کپڑے پہننا جائز نہیں ہے لیکن انہوں نے سلے ہوئے کپڑے کا لفظ اس لیے استعمال کیا تاکہ لوگوں کو آسانی ہو سمجھنے میں لیکن لوگوں نے غلط سمجھ لیا۔

اس لیے آپ دیکھیں کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ بیلٹ میں بیچ کی سلائی نہیں ہونی چاہیے، جوتے پر بھی سلائی نہیں ہونی چاہیے اور سوال کرتے ہیں بھئی جوتے پر سلائی ہے کیا میں پہن سکتا ہوں؟ بیلٹ پر سلائی ہے میں پہن سکتا ہوں؟ بھئی اگر آپ کے احرام

کے کپڑے میں سلائی ہے اس کے باڈر پر وہ کپڑا آپ پہن سکتے ہیں احرام کے لیے جائز ہے کوئی حرج نہیں ہے، پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نہیں منع فرمایا کہ احرام کے کپڑے سلے نہیں ہونے چاہیئں۔

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ نہ پہنو قمیض، نہ پہنو شلوار، نہ پہنو ٹوپی، ان چیزوں سے منع فرمایا ہے۔ یہ ساری کی ساری چیزیں کیا ہیں؟ جو جسم کے ماپ کے برابر، مطابق سلی ہوئی ہوتی ہیں یہ نہیں فرمایا کہ اس میں اسٹچ نہ ہو۔

تو غلط فہمی کہاں سے ہوئی یہ تاریخ ہے اُس کی کہ سب سے پہلے کس نے فرمایا؟ امام ابراہیم النخعی رحمۃ اللہ علیہ نے۔

اس أثر میں جو اہم پیغام ہیں:

1۔ کہ پناہ مانگنا عبادت ہے توحید ہے اور غیر اللہ سے پناہ مانگنا شرطوں کے ساتھ جائز ہے۔

2۔ غیر اللہ کی پناہ مانگنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ واؤ کے حرف کے ساتھ حرام ہے شرک ہے جائز نہیں ہے۔

غیر اللہ کی پناہ مانگنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ یا اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنا غیر اللہ کی پناہ کے ساتھ واؤ کے حرف کے استعمال سے جائز نہیں ہے شرک ہے اور ثم کے حرف کے ساتھ جائز ہے پھر کے حرف کے ساتھ جائز ہے۔

3۔ حروف عطف کو جاننا۔

دیکھیں عربی گرامر جاننا ضروری ہے کہ نہیں؟ اب عربی گرامر کا تعلق عقیدے سے ہے کہ نہیں توحید سے ہے کہ نہیں؟

اس لیے بعض ساتھی کہتے ہیں جب عربی گرامر کے درس میں آتے ہیں بے چارے پریشان کہتے ہیں یار کیا پڑھ رہے ہیں ہم لوگ کچھ سمجھ نہیں آرہا!

پتہ ہے کیوں نہیں آپ سمجھتے؟ کیونکہ بعض لوگ (سب نہیں) بعض ساتھی سمجھنا نہیں چاہتے کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ اس کے لیے ضروری نہیں ہے عقیدے کے لیے توحید کے لیے۔

میں باریک بینی کی بات نہیں کر رہا ہوں لیکن جو بنیادی چیز ہے اُس کو تو ہم حاصل کر سکتے ہیں۔ حروف عطف "واؤ، ثم، أو" میں کیا فرق ہے، کب یہ استعمال ہوتا ہے، کب یہ جائز ہے کب یہ جائز نہیں ہے یہ جاننا ضروری ہے۔

4۔ امام ابراہیم النخعی رحمۃ اللہ علیہ کی فضیلت سلف صالحین کی فضیلت کہ وہ کس طریقے سے معاملات کو مثالوں کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔

5۔ سلف صالحین کا راستہ ہی نجات کا راستہ ہے اور اسی راستے کو اپنانا چاہیے اور یہی وہ راستہ ہے جسے کہتے ہیں سبیل المؤمنین جس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے۔

اب صحابی کی میں نے مثال میں نے دے دی ہے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے قسم کے معاملے میں کس طریقے سے آگاہ کیا اور امام ابراہیم النخعی رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں ''استعاذۃ'' پناہ طلب کرنے کے معاملے میں کس طریقے سے آگاہ کیا، تو نجات سبیل المؤمنین میں ہے سلف کے راستے میں ہے۔

اگلا باب بھی میں بیان کر دیتا ہوں اگلے درس میں قسم کے احکام اور مسائل میں بیان کروں گا۔

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (082.کتاب التوحید) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio